## 78289 ـ توبہ كے بعد حرام مال ميں تصرف كى كيفيت

**سوال**

ميں ايك مالى ادارے ميں اكاونٹنٹ ہوں، ميرا كام حساب و كتاب اور ٹيكس كى تفصيل بنانا، اور مالى اور ٹيكس كے معاملات ميں اپنے كھاتہ داروں كو تجاويز ہے، زيادہ تر ہمارے كھاتہ دار چھوٹے چھوٹے ہوٹلوں كے مالك ہيں، اور كچھ پراپرٹى اور پرائيويٹ كام كے كھاتہ دار بھى ہيں. ہمارے كھاتہ دار ہوٹلوں كے مالك دوسرى اشياء كے ساتھ ساتھ خنزيز كا گوشت بھى فروخت كرتے ہيں، اور ہمارے ساتھ سب لين دين كرنے والے كھاتہ دار سود لين دين كرتے ہيں، اور بعض اوقات مجھے ان كھاتہ داروں كى مالى حالت كے متعلق چارٹ بنانا كر دينا پڑتا ہے اور مجھے يہ پہلے سے علم ہوتا ہے كہ يہ سودى قرض حاصل كرنے كے ليے استعمال كيا جائيگا، تو كيا ميرا يہ كام اور ملازمت حلال ہے ؟ اور اگر حلال نہ ہو تو ميرى اس ملازمت كو ترك كر كے كوئى اور حلال كام كرنے كے بعد ميرے پاس پہلى حرام ملازمت سے حاصل كردہ رقم ركھنى جائز ہو گى ؟ اور كيا ميرے ليے اس رقم كو كسى اور كام ميں لگانا جائز ہے، اور كيا ميں اس رقم سے فريضہ حج ادا كر سكتا ہوں ؟

**پسنديدہ جواب**

الحمد للہ.

اول:

سودى لين دين كے پيپر وغيرہ لكھنے، اور سودى لين دين كا حساب ركھنے كا كام كرنا، يا اس طرح كا كام جو سودى معاملات ميں معاون ہو جائز نہيں ہے؛ كيونكہ اس ميں برائى اور گناہ اور ظلم و زيادتى ميں معاونت ہوتى ہے.

اللہ سبحانہ وتعالى كا فرمان ہے:

اور تم نيكى و بھلائى كے كاموں ميں ايك دوسرے كا تعاون كرتے رہو اور برائى و گناہ اور ظلم و زيادتى كے كاموں ميں ايك دوسرے كا تعاون مت كرو، اور اللہ تعالى كا تقوى اختيار كرو يقينا اللہ تعالى سخت سزا دينے والا ہے المآئدۃ ( 2 ).

اس ليے اس ملازمت كو ترك كرنا واجب اور ضرورى ہے، اور صرف مباح اور جائز كام پر ہى انحصار كرنا چاہيے، اور جو شخص بھى كوئى چيز اللہ تعالى كے ليے ترك كرتا ہے اللہ تعالى اسے اس سے بھى بہتر اور اچھى چيز عطا فرماتا ہے.

آپ سوال نمبر ( 59864 ) كے جواب كا مطالعہ ضرور كريں كيونكہ اس ميں سود كى معاونت كرنے كى حرمت بيان كى گئى ہے، چاہے وہ سود كى تفصيل اور اس كے امتعلقات كا پيپر لكھ كر ہى كى جائے.

دوم:

اور جو شخص بھى اللہ تعالى كے ہاں كسى حرام كام سے توبہ كر ليتا ہے اور اس نے اس حرام كام كى بنا پر مال كمايا ہو مثلا: گانے بجانے كى اجرت، رشوت، نجومى كا پيشہ اختيار كر كے، اور جھوٹى گواہى ديكر، اور سود لكھنے كى اجرت اور اس طرح كے دوسرے حرام كاموں كى اجرت، اگر تو اس نے ايسى كمائى سے حاصل ہونے والا مال خرچ كر ديا ہو اور اس كے پاس كچھ نہيں بچا تو اس پر كچھ نہيں، ليكن اگر مال اس كے پاس موجود ہو تو اس كے ليے اس مال كو نيكى و بھلائى كے كاموں ميں خرچ كر كے اس سے چھٹكارا حاصل كرنا ضرورى ہے، ہاں يہ ہے كہ اگر وہ محتاج اور ضرورتمند ہو تو وہ اس مال سے بقدر ضرروت رقم لے سكتا ہے، اور باقى مال سے چھٹكارا حاصل كرلے، اور اسے اس مال سے حج كرنا جائز نہيں؛ كيونكہ اللہ سبحانہ وتعالى پاك ہے اور وہ پاكيزہ چيز ہى قبول فرماتا ہے.

ابن قيم رحمہ اللہ تعالى عنہ كہتے ہيں:

" جب اسے كوئى غير حرام معاوضہ دے اور وہ عوض كو اپنے قبضہ ميں بھى كر لے مثلا زانى عورت، يا گانے بجانے والا، اور شراب فروخت كرنے والا، اور جھوٹى گواہى دينے والا، يا اس طرح كا كوئى اور شخص پھر وہ توبہ كر لے اور وہ معاوضہ اس كے پاس ہى ہو تو ايك گروہ كا قول ہے كہ:

وہ اسے اس كے مالك كو واپس كر دے؛ اس ليے كہ وہ بعينہ اس كا مال ہے اور اس شخص نے اسے شارع كے حكم سے اپنے قبضہ ميں نہيں كيا، اور نہ ہى اس كے مقابل مالك نے كوئى مباح اور جائز فائدہ اٹھايا ہے.

اور ايك گروہ كا قول يہ ہے كہ: بلكہ اسے صدق دل كے ساتھ اس سے توبہ كرنا ہوگى، اور وہ يہ مال اس شخص كو واپس نہ كرے جس سے اس نے ليا تھا، اور شيخ الاسلام ابن تيميہ رحمہ اللہ نے بھى يہى قول اختيار كيا ہے اور ان دونوں اقوال ميں صحيح بھى يہى ہے... " انتہى.

ديكھيں: مدارج السالكين ( 1 / 389 ).

ابن قيم رحمہ اللہ نے اس مسئلہ كو " زاد المعاد " ميں شرح و بسط كے ساتھ بيان كيا اور يہ فيصلہ كيا ہے كہ اس مال سے چھٹكارا پانے اور توبہ كى تكميل اس طرح ہو گى كہ:

" وہ اس مال كو صدقہ كر دے، اور اگر وہ اس مال اور رقم كا خود محتاج ہو تو وہ بقدر ضرورت ركھ سكتا ہے اور

باقی رقم کو صدقہ کر دے " انتہی.

دیکھیں: زاد المعاد ( 5 / 778 ).

اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اگر یہ فاحشہ عورت اور یہ شراب فروخت کرنے والا توبہ کرلے اور یہ فقراء ہیں تو بقدر ضرورت اس مال سے انہیں دینا جائز ہے، اور اگر وہ تجارت کرنے یا کوئی ہنر والا کام کر سکتا ہو مثلا اون کا دھاگہ بنا سکتا ہو، یا بنائی کر سکتا ہو، تو اسے اس کام کے لیے راس المال دیا جائیگا " انتہی.

دیکھیں: مجموع الفتاوی الکبری ( 29 / 308 ).

اس مسئلہ کی تفصیل ڈاکٹر عبد اللہ بن محمد السعیدی کی کتاب " الربا فی المعاملات المصرفیۃ المعاصرۃ " ( 2 / 779 ۔ 874 ) میں دیکھی جا سکتی ہے.

سوم:

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی مندرجہ بالا کلام سے یہ حاصل ہوتا ہے کہ: حرام کمائی سے توبہ کرنے والا شخص اگر تو محتاج ہے تو وہ اس مال سے بقدر ضرورت لے سکتا ہے، اور وہ اس میں سے کچھ رقم جو تجارت یا صنعت کے لیے راس المال ہو لے سکتا ہے، اور پھر جو رقم اس کی رقم سے زیادہ ہو وہ اسے صدقہ کر دے.

چہارم:

اس لیے کہ آپ کے کام میں کچھ تو مباح اور جائز ہے، اور کچھ حرام تو آپ اس میں حرام کا اندازہ لگائیں کہ اس میں حرام کا تناسب کیا ہے، اور اس تناسب کے حساب سے اپنے پاس موجود مال سے چھٹکارا اور خلاصی حاصل کر لیں؛ اور اگر آپ کے لیے اندازہ لگانا مشکل ہو تو پھر آپ نصف مال سے چھٹکارا اور خلاصی حاصل کر لیں.

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" .... اور اگر مال حرام اور حلال دونوں مخلوط ہوں اور اس میں ہر ایك کا اندازے کا علم بھی نہ ہو تو اسے دو حصے کر لے " انتہی.

دیکھیں: مجموع الفتاوی الکبری ( 29 / 307 ).

واللہ اعلم .